عالم اسلام اور مغرب

پروفیسر ڈاکٹر محمد امین

توہین رسالت کے خلاف ردِعمل کو مؤثر کیسے بنایا جائے ؟

اس حقیقت سے ہر مسلمان اور ہر پاکستانی واقف ہے کہ امریکہ اور یورپ، اسلام اور مسلمانوں کے دشمن ہیں۔ اگرچہ ہم مغرب کی طاقت سے خوفزدہ ہوکر، اس کی غالب فکر و تہذیب سے مرعوب ہوکر، اس کی زبردست پروپیگنڈا مشینری سے متاثر ہوکر، بین الاقوامی سطح کے سیاسی پلیٹ فارموں پر 'ڈپلومیٹک' (یعنی منافقانہ) انداز اختیار کرتے ہوئے اور گلوبلائیزیشن اور مذاہب وتہذیبوں کے درمیان مکالمے کے علمی پلیٹ فارموں پر معروضی انداز اختیار کرنے کے زعم میں بالعموم اس کا اظہار نہیں کرتے یا نہیں کر پاتے۔

اور یہ بات آج کی نہیں، صدیوں پرانی ہے بلکہ مغربی تہذیب کا خمار اُٹھا ہی اسلام اور مسلمان دشمنی پر ہے۔ جب ۱۴۵۳ء میں سلطان محمد فاتح نے قسطنطنیہ فتح کرلیا اور مشرقی رومن کیتھولک ہیڈ کوارٹر پر مسلمانوں کا قبضہ ہوگیا تو وہاں سے نکلنے والے عیسائی پادریوں نے سارے یورپ میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اشتعال انگیز تقریروں سے آگ لگا دی اور اس سے یورپ کی نشأۃِ ثانیہ نے تحریک پکڑی۔ متحدہ یورپ کی طرف سے شروع کردہ صلیبی جنگیں بھی اسی کا مظہر تھیں اور یہ بھی اسی کا شاخسانہ تھا کہ یورپ نے مسلمانوں کو باہم لڑانے کے لئے سازشیں کیں اور اُنہیں کمزور کرکے اپنی برتر فوجی قوت سے بہیمیت سے کچلا اور اُن کے ملکوں پر قبضہ کرلیا۔ پھر مسلم تہذیب کی ایک ہزار سالہ خوشحالی سے جمع کردہ مسلمانوں کی دولت اور مادی وسائل کو بے دردی سے لوٹا اور ان سے سائنس وٹیکنالوجی کو ترقی دے کر اپنے رخساروں کی لالی میں اضافہ کیا۔

بیسویں صدی کے وسط میں باہم دو عظیم جنگوں سے جب یورپ کمزور ہوگیا تو اسے مجبوراً مسلم ملکوں کو آزادی دینا پڑی۔ اس ادھوری اور نام نہاد آزادی کے بعد بھی امریکہ و یورپ کی مسلمان ملکوں کے خلاف پُر امن سازشیں اور پلاننگ جاری رہی اور وہ اُنہیں سیاسی، معاشی، دفاعی، تعلیمی غرض ہر لحاظ سے پیچھے رکھنے کے لئے کامیاب کوششیں کرتے رہے۔ ان سازشوں کے باوجود جب چند مسلم ممالک بطورِ استثنیٰ کچھ بہتر حالت میں آگئے (جیسے پاکستان ایٹمی

www.KitaboSunnat.com

طاقت بن گیا، ملائشیا اقتصادی طور پر اپنے پیروں پر کھڑا ہوگیا، عراق دفاعی طور پر مضبوط ہوگیا، افغانستان نے اسلامی حکومت کی طرف پیش قدمی کی) تو امریکہ نے یورپ کو ساتھ ملا کر حیلے بہانے سے پہلے عراق کو برباد کیا، پھر افغانستان کو تہ و بالا کیا اور اب پاکستان پر حملے ہو رہے ہیں اور ایران پر بھی مستقل دباؤ جاری ہے۔

اس ساری صورتِ حال کی کیا توجیہ کی جاسکتی ہے سوائے اس کے کہ امریکہ و یورپ اسلام کے بدخواہ اور مسلمانوں کے دشمن ہیں۔ نائن الیون کا واقعہ سی آئی اے اور موساد کی ایک وسیع الاطراف سازش تھی جس کا ایک مقصد یہ تھا کہ مسلمان ممالک پر حملہ کر دیا جائے۔ دوسرا مقصد یہ تھا کہ مغربی رائے عامہ کو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کردیا جائے تاکہ اہل مغرب ان مسلمانوں سے اور ان کے دین سے نفرت کرنے لگیں جو وہاں مقیم ہیں۔ اور یوں اُنہیں اسلام اور مسلمانوں سے دور رکھا جاسکے تاکہ وہ اسلام قبول نہ کریں۔ اِس مہم کا ایک نتیجہ یہ نکلا کہ وہاں کے کم نظر اَدیبوں، صحافیوں اور دانشوروں نے اسلام اور مسلم دشمن کاروائیاں شروع کردیں۔ نبی کریم ﷺ کے خلاف ہرزہ سرائی اور آپؐ کی سیرت کو بگاڑ کر پیش کرنے کا کام تو وہ صدیوں سے کرتے آرہے تھے۔ اب تازہ حالات میں اُنہیں نئی کمک ملی تو وہ پیغمبر اسلام (ﷺ) کے اخبارات و انٹرنیٹ پر کارٹون بنانے لگے، فلمیں بنانے اور مضامین لکھنے لگے اور یوں مسلمانوں کو مشتعل کرکے اور اُن کا مذاق اُڑا کر اپنی حسِ باطل کو تسکین دینے لگے۔

اس کے ساتھ ساتھ مغربی حکومتوں نے اپنے اسلام دشمن اقدامات الگ جاری رکھے جیسے فرانس اور جرمنی میں حجاب پر پابندی اور سوئٹزرلینڈ میں مسجد کے میناروں پر پابندی ......وغیرہ

سوال یہ ہے کہ مسلمان اس صورتِ حال سے کس طرح مؤثر طریقے سے نمٹ سکتے ہیں کہ اہل مغرب اپنی کمینی حرکتوں سے باز آجائیں اور اُنہیں احساس ہوجائے کہ وہ غلط کر رہے ہیں اور ان کے اقدام سے کروڑوں مسلمانوں کے دل چھلنی ہورہے ہیں؟ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے ہم عرض کریں گے کہ مسلمان اہل مغرب کی طرف سے توہین رسالتؐ کا جواب دینے کے لئے دوطرح کے اقدامات کر سکتے ہیں: ایک فوری نوعیت کے اقدامات اور دوسرے دیرپا اور دوررَس اثرات رکھنے والے اقدامات۔ ظاہر ہے کہ یہ اقدامات اس مخصوص تناظر اور ماحول میں ہی تجویز کئے جارہے ہیں جس کی جدید ریاستوں میں مسلمانوں کے پاس گنجائش

www.KitaboSunnat.com

موجود ہے، باقی اقدامات علمی یا نظریاتی حیثیت رکھتے ہیں۔ [درحقیقت اس صورتحال کا کلی خاتمہ تو اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک اُمت ِمسلمہ اپنی ہمہ جہتی قوت سے اپنے مخالفوں کے دل میں رعب طاری نہ کردے۔ دنیا میں پرامن بقاے باہمی ملی قوت اور زورِ بازو سے ہی مل سکتی ہے اور جرمِ ضعیفی کی سزا یہی ہے جو ملت ِاسلامیہ آج بھگت رہی ہے۔]

فوری سدِباب کے مراحل: فوری اقدام کے طور پر جو احتجاج کیا جائے، اس کے خدوخال یہ ہونے چاہئیں: ① عوامی احتجاج، جس میں تین خصوصیات ہوں:

✦ احتجاج میں لاکھوں افراد شریک ہوں ✦ یہ پُرامن ہو ✦ یہ عالمی سطح کا ہو

② حکومتی سطح پر احتجاج ③ استغفار

❶ عوامی احتجاج

مغرب کی طرف سے توہین رسالت کے جواب میں بھرپور عوامی احتجاج ہونا چاہئے، لیکن اس احتجاج کے مؤثر ہونے کی تین شرائط ہیں:

① اہل مغرب کی طرف سے توہین رسالتؐ کے اقدام پر احتجاج کرتے ہوئے عوامی سطح پر بڑے بڑے اور پُرامن مظاہرے ہونے چاہئیں جن میں لاکھوں افراد شریک ہوں اور جن کی قومی اور بین الاقوامی سطح پر پبلسٹی کا بھرپور انتظام ہو۔ پاکستان میں اس مقصد کے لئے ضروری ہے کہ سارے دینی عناصر یکجا اور متحد ہوجائیں۔ اس وقت حالت یہ ہے کہ ہر جماعت اور تنظیم اپنی اپنی پارٹی کے جھنڈے اور بینرز اٹھائے ہوئے چند سو کی تعداد میں سڑکوں پر نکلتی ہے۔ یہ چھوٹی چھوٹی ریلیاں ایک طرف عالمی سطح پر (یاد رہے کہ یہ کوئی مقامی مسئلہ نہیں بلکہ بین الاقوامی سطح کا مسئلہ ہے اور ہمیں اس طرح سے احتجاج کرنا ہے جس کے اثرات یورپ و امریکہ تک پہنچیں) کوئی اچھا تاثر نہیں چھوڑتیں۔ (اگرچہ نہ ہونے سے بہرحال بہتر ہیں، لیکن یورپ و امریکہ میں دیکھئے، مثلاً عراق پر امریکی حملے کے خلاف وہاں لاکھوں افراد کے مظاہرے ہوئے) دوسری طرف یہ ہمارا پول کھولتی ہیں کہ ہم اپنے نبی مکرم (ﷺ) کے ناموس کے لئے بھی متحد نہیں ہوسکتے اور ہر چھوٹی بڑی جماعت کو اپنا تشخص اور اپنا نام اتنا عزیز ہے (یعنی ناموسِ رسالت سے بڑھ کر عزیز ہے) کہ وہ اس مقصد کے لئے بھی اکٹھے نہیں ہوسکتے۔

www.KitaboSunnat.com

اس مقصد کے حصول کے لئے اوّلاً تو یہ ضروری ہے کہ ساری قوم اور ساری تنظیمیں ر جماعتیں رتحریکیں اور اِدارے مل کر اس مقصد سے ایک مشترکہ تنظیم بنا لیں اور اس مقصد سے بنائی گئی موجودہ تنظیمیں باہم مدغم ہو کر ایک بڑی تنظیم بن جائیں یا کم از کم وہ اشتراکِ عمل ہی کر لیں۔ لیکن اگر ہم یہ نہیں کرتے تو اس کا کیا مطلب لیا جا سکتا ہے سوائے اس کے کہ ہمیں ناموسِ رسالت کے مقابلے میں اپنی تنظیم، جماعت اور اپنے مسلک کا تشخص زیادہ عزیز ہے۔ العیاذ باللہ!

ہمیں یاد ہے کہ ماضی میں بعض سیاسی جماعتوں کی دیکھا دیکھی بعض دینی جماعتوں نے بھی اپنی قوت کے اظہار کے لئے ملین مارچ کئے تھے۔ ہم کہتے ہیں کہ ہمیں اس سوال کا سامنا کرنا چاہیئے کہ کیا ہمیں اپنی جماعت کی ساکھ نبی کریم ﷺ کی حرمت سے بھی زیادہ عزیز ہے کہ ہم اپنی سیاسی ساکھ کے لئے تو ملین مارچ کا اہتمام کرتے ہیں، لیکن اس پیغمبر کی بے حرمتی ہو جس سے محبت ہمارا جزوِ ایمان ہے تو اس کے لئے ہم چند سو افراد کی ریلی نکال کر مطمئن ہو جائیں؟ ہم تو کہتے ہیں کہ اس کے لئے ساری قوم کو متحد ہو کر نکلنا چاہیئے جس طرح کہ ماضی میں شانِ اسلام کا جلوس نکلا تھا۔

② یہ بھی ضروری ہے کہ یہ احتجاج پُر اَمن ہو۔ ٹریفک کے اشارے توڑنا، گاڑیوں پر پتھراؤ کرنا، دکانوں، بنکوں اور اقوامِ متحدہ و مغربی ممالک سے متعلق دیگر عمارات کو آگ لگانا یا متعلقہ ممالک کے پرچم یا پتلے جلانا...... جیسے اقدامات احمقانہ ہیں کیوں کہ ہم ان سے نہ صرف اپنا مالی نقصان کرتے ہیں بلکہ اہل مغرب کو یہ پیغام بھی دیتے ہیں کہ ہم واقعی تشدد پسند ہیں۔ پھر ہر صاحبِ نظر جانتا ہے کہ عوامی تحریکیں اسی وقت کامیاب ہوتی ہیں جب وہ پُرامن ہوں۔ جو تحریک تشدد پر اُتر آئے وہ ناکام ہو جاتی ہے، کیونکہ ریاست کو اسے کچلنے کا بہانہ مل جاتا ہے۔ پاکستان میں حال ہی میں کامیاب ہونے والی وکلا تحریک کی مثال ہمارے سامنے ہے۔

③ اہل مغرب کی طرف سے توہین رسالت کے خلاف احتجاج مقامی یا ملکی سطح کا نہیں بلکہ عالمی سطح کا ہونا چاہیئے۔ یہ عالم اسلام کے ہر ملک میں ہونا چاہیئے اور ان ملکوں میں بھی ہونا چاہیئے جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں، کیونکہ ایک مسلمان جہاں بھی ہو جب اس کے

www.KitaboSunnat.com

رسول مکرم (ﷺ) کی توہین ہوگی تو اس کا دل دکھے گا۔کسی ایک یا دو ملکوں میں احتجاج ہونا بے معنی بھی ہے اور بے تکا بھی جسے غیر مسلم دنیا نہیں سمجھ سکے گی، کیونکہ اگر مسلمانوں کے پیغمبر کی توہین ہوئی ہوتو یہ ہر مسلمان کا اور ہر مسلمان ملک کا مسئلہ ہونا چاہئے نہ کہ محض کسی ایک یا دو ملکوں کا۔مثلاً حال ہی میں فیس بک پر کارٹون بنانے کے مقابلے کا اعلان ہوا تو احتجاج صرف پاکستان میں ہوا یا تھوڑا بہت بنگلہ دیش میں، عالمی سطح پر یہ احتجاج بہرحال اپنے اثرات کے حوالے سے زیادہ مؤثر ثابت نہ ہوا، کیونکہ دوسرے مسلم ممالک اس میں شریک ہی نہیں ہوئے۔ بلکہ اس سے پاکستان کے بارے میں یہ تاثر لازماً دنیا تک پہنچا ہوگا کہ یہاں کے عوام دوسروں سے زیادہ جذباتی اور 'انتہا پسند' ہیں۔

یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ عالم اسلام میں عوامی سطح پر رابطے اور تعاون کی جو دو تنظیمیں تھیں، وہ دونوں غیر فعال ہوچکی ہیں۔ ہماری مراد مؤتمر عالم اسلامی اور رابطہ عالم اسلامی سے ہے۔لہٰذا اب مسلمانوں کے پاس اس کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں رہا کہ وہ ایک نئی تنظیم بنائیں۔اس کی فطری صورت تو یہی ہے کہ پہلے پاکستان میں ایک ایسی 'تحریک حرمتِ رسول ﷺ' بنے جس میں یہاں کے سارے دینی اور شہری عناصر شریک ہوں۔ پھر یہ تحریک دوسرے مسلم ممالک کی دینی تحریکوں اور اسلامی عناصر سے رابطہ کرے اور اس طرح ہر مسلمان ملک میں ایک تحریک حرمتِ رسول ﷺ وجود میں آجائے۔ پھر ان ساری حرمت تحریکوں کا ایک ہیڈ آفس بنا دیا جائے۔اس طرح سارے مسلم ممالک کی تحریک ہائے حرمت رسول ﷺ کا ایک نیٹ ورک وجود میں آجائے۔ اس نیٹ ورک کو ان ممالک میں بھی پھیلا دیا جائے جہاں مسلمان بڑی اقلیتوں کی صورت میں ہیں۔ یہ نیٹ ورک اگر بن جائے اور ایک عالمی تحریک حرمتِ رسول ﷺ وجود میں آجائے جس کی ایک کال پر ساری دنیا میں توہین رسالت کے خلاف احتجاج منظّم ہوجائے تو پھر یہ احتجاج ان شاءاللہ مؤثر بھی ہوگا۔

❷ حکومتی سطح پر احتجاج

مغرب کی طرف سے توہین رسالت کے خلاف عوامی سطح پر احتجاج کافی نہیں بلکہ مسلم حکومتوں کو بھی اس پر احتجاج کرنا چاہئے۔مسلمان حکومتوں کی تنظیم او آئی سی کا بھی فرض ہے کہ وہ ایسے حالات میں فوراً حرکت میں آئے۔اقوامِ متحدہ کی جنرل اسمبلی میں یہ مسئلہ اُٹھائے۔

www.KitaboSunnat.com

سلامتی کونسل کا ہنگامی اجلاس بلوائے اور اس سے پہلے دباؤ بڑھانے کے لئے عالم اسلام کے وزراے خارجہ کا ہنگامی اجلاس بلائے۔ اس کے سربراہی اجلاس میں اس مسئلے کو فوقیت دے۔ اُصولاً تو یہ سب ہونا چاہیے، لیکن عملاً ایسا ہوتا نہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ او آئی سی غیر فعال ہے بلکہ کہنا چاہیے کہ گہری نیند میں ہے۔

اس کا سبب بھی ہم سب کو معلوم ہے کہ کم وبیش تمام اسلامی ملکوں کے حکمران امریکہ و یورپ کے لے پالک اور گماشتے ہیں۔ ان کی حیثیت غلاموں کی سی ہے جو اپنے مالک کی مرضی کے خلاف گردن بھی نہیں ہلا سکتے۔ اس غلامی نے اُنہیں دینی حوالے سے بھی بے حمیت بنا دیا ہے یہاں تک کہ وہ جس نبی ﷺ کا کلمہ پڑھتے ہیں اس کی توہین پر بھی امریکہ و یورپ سے شکایت نہیں کر سکتے۔ اسی ذہنی و سیاسی غلامی کا یہ بھی شاخسانہ ہے کہ اقوامِ متحدہ میں دنیا کے پونے دو ارب مسلمانوں کی اور ان کی نمائندہ تنظیم او آئی سی کی کوئی حیثیت نہیں۔ یہاں تک کہ وہ سلامتی کونسل کے رکن بھی نہیں۔ ان حالات میں اب اس کا کوئی حل نہیں سوائے اس کے کہ ان مسلمان ملکوں کی دینی جماعتیں اور تنظیمیں متحد ہو کر اور بڑے بڑے مظاہرے کرتے ہوئے اپنی اپنی حکومتوں پر دباؤ ڈالیں کہ وہ متعلقہ مغربی ممالک سے اور اقوامِ متحدہ سے رسمی طور پر اور سرکاری سطح پر شدید احتجاج کریں۔

اُمت کے اہل فکر و تدبر اور دانشوروں کو اس پر بھی سوچنا چاہیے کہ مسلم اُمت میں عوام اور ان کے حکمرانوں کے درمیان بُعد کو کیسے ختم کیا جائے اور مسلم عوام اور حکمرانوں کو مغرب کی ذہنی، فکری، سیاسی اور معاشی غلامی سے کیسے نجات دلائی جائے؟ اس غرض سے مسلم اُمہ کو اپنے ہاں تحقیقی اِدارے اور تھنک ٹینک قائم کرنے چاہئیں تاکہ اُمتِ مسلمہ کے زوال سے نکلنے اور سر اُٹھا کر جینے کی حکمتِ عملی پر بحث و تحقیق اور منصوبہ بندی کا آغاز ہو سکے اور اس کے لئے ٹھوس لائحہ عمل تیار کیا جا سکے۔

۳ استغفار و توبہ

نبی مکرم ﷺ کی اِہانت ہم مسلمانوں کے لئے کوئی معمولی واقعہ نہیں۔ یہ بہت بڑا سانحہ اور مصیبت ہے اور یہ ہمارے گناہوں اور اللہ و رسول ﷺ کے اَحکام کی نافرمانی اور معصیت کا نتیجہ ہے لہٰذا ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا چاہیے اور کثرت سے استغفار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنی چاہیے، توبہ کرنی چاہیے اور اصلاحِ احوال کی فکر

www.KitaboSunnat.com

کرنی چاہیے۔ جو دینی تحریکیں اور تنظیمیں حرمتِ رسول ﷺ کے سلسلے میں جلسے جلوس نکالتی ہیں اُنہیں چاہیے کہ وہ جلسے جلوسوں میں درود شریف پڑھنے کے ساتھ استغفار کی رغبت بھی دلائیں اور احساسِ توبہ کو اُجاگر کیا جائے تاکہ مسلمانوں کو احساس ہو کہ ان کی اس مصیبت کا اصل سبب ان کی دین سے دوری اور اللہ و رسول ﷺ کی نافرمانی ہے جس کی وجہ سے وہ دنیا میں بے وقعت ہو کر رہ گئے ہیں۔ یہاں تک کہ ان کے دشمن ان کے پیغمبر کا مضحکہ اُڑانے کو معمولی بات سمجھتے ہیں اور آئے روز یہ کام کرتے رہتے ہیں۔ لہٰذا اُصولی بات یہ ہے کہ مسلمانوں کو اپنے دین سے محکم وابستگی اختیار کرنی چاہیے تاکہ دنیا میں بھی ان کی عزت و وقار ہو اور آخرت میں بھی وہ سرخرو ہوں۔

دور رَس اقدامات

یہ تھے وہ چند اقدامات جو ہماری رائے میں مغرب کی طرف سے توہین رسالت کے کسی اقدام کے نتیجے میں مسلمانوں کو فوراً روبہ عمل لانے چاہئیں۔ اب آیئے ان دور رَس اقدامات کی طرف جو مسلمانوں کو ٹھنڈے دل و دماغ سے سوچ کر اور منصوبہ بندی سے کرنے چاہئیں تاکہ مستقبل میں اس قسم کے واقعات کی حوصلہ شکنی ہوسکے۔ اس غرض سے مسلمانوں کو اہل مغرب کی دشمنی کے پیچھے پوشیدہ ان غیر اعلانیہ اور غیر تحریری مقاصد و اَہداف کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے جو ہماری طالب علمانہ رائے میں یہ ہیں:

① مغربی منصوبہ سازوں کی خواہش یہ ہے کہ مغرب میں اسلام کو پھیلنے سے روکا جائے۔ اس غرض سے وہ مسلمانوں اور ان کے دین و پیغمبر کو دہشت گرد اور دہشت گردی کا حامی اور علمبردار ثابت کرنا چاہتے ہیں تاکہ مغربی عوام اسلام اور مسلمانوں سے متنفر ہو جائیں، اسلام کا ہمدردانہ مطالعہ نہ کرسکیں اور یوں ان کے اسلام قبول کرنے کے مواقع کم ہوجائیں۔

② مغرب کی طرف سے توہین رسالت کے اقدامات کے جواب میں اگر مسلمان ردِعمل کا شکار ہو کر مشتعل ہوجائیں تو اُنہیں انتہاپسند اور دہشت گرد قرار دیا جائے اور ان پر معاشی پابندیاں لگا کر ان کی اقتصادی حالت کو تباہ کیا جاسکے اور ان پر حملے کر کے ان کا سارا ترقیاتی ڈھانچہ تباہ کر دیا جائے تاکہ وہ ترقی کر کے اپنے پاؤں پر کھڑے نہ ہوسکیں اور اپنی اقدار کے مطابق زندگی نہ گزار سکیں اور مغرب کو ایسے پُر امن اقدامات (مثلاً تعلیم و میڈیا کے

www.KitaboSunnat.com

ذریعے) کا مزید موقع مل جائے جن کے ذریعے وہ مسلمانوں کی ذہن سازی کر سکے اور ان کے دل و دماغ فتح کر سکے تاکہ مسلمان مغربی فکر و تہذیب کے شائق و پرستار بن جائیں اور فکری و عملی لحاظ سے مغرب کے غلام بنے رہیں اور اسلام کی طرف لوٹنے کے خواب بھی نہ دیکھ سکیں۔

❁ اہل مغرب کے مقاصد کو سمجھنے کے ساتھ ساتھ ہمیں ان کی طریق کار کو بھی سمجھنا چاہیے تاکہ ہم ان کا مؤثر تدارک کر سکیں۔ اس حوالے سے دو باتیں اہم ہیں:

① اہل مغرب کی دلیل یا ادعا یہ ہے کہ آزادیٔ اظہار رائے ہر آدمی کا بنیادی حق ہے لہٰذا ہمارا رویہ تو صحیح ہے اور غلط رویہ خود مسلمانوں کا ہے جو اختلافِ رائے کو برداشت نہیں کر سکتے۔ ظاہر ہے کہ ان کا یہ موقف محض کٹ حجتی پر مبنی ہے اور دنیا بھر کے اہل علم و عقل جانتے اور مانتے ہیں کہ دوسرے تصورات کی طرح آزادی بھی کبھی لامحدود نہیں ہوتی بلکہ ہمیشہ بعض قیود و استثناءات سے گھری ہوتی ہے (جیسا کہ زندگی کے دوسرے شعبوں میں ہوتا ہے اور ٹریفک قوانین سے لے کر پارلیمنٹ میں اہم اُمور میں قانون سازی تک ہم سب کا روزمرہ کا مشاہدہ ہے)۔ لہٰذا ایک آدمی کو ایسے اظہار کی آزادی کیسے دی جا سکتی ہے جس سے کروڑوں لوگوں کے دل دکھیں اور اُنہیں تکلیف پہنچے۔ لہٰذا اہل مغرب کا لامحدود اور مادر پدر آزادی کا تصور عقلی و منطقی لحاظ سے بھی غیر معقول ہے اور یہ کوئی جینوئن 'حق' نہیں جس کی حمایت کی جائے۔

② اہل مغرب کی تکنیک اور نفسیاتی حربہ یہ ہے کہ وہ ہمیں دوڑا دوڑا کر اور تھکا کر نڈھال کرنا چاہتا ہے۔ اُس نے یہ سمجھ لیا ہے کہ اس امت کی بقا اور اتحاد کا ایک بڑا سبب محبت رسول ﷺ ہے تو اب وہ وقفے وقفے سے توہین رسالت کرتا رہتا ہے تاکہ مسلمانوں کے اندر سے ان کے الفاظ میں محبتِ رسول کا 'بخار' بتدریج اُتر جائے۔ پہلی دفعہ مسلم دنیا کا ردِعمل بہت شدید تھا۔ سارے عالم اسلام میں ہنگامے ہوئے، متعلقہ ملکوں کے معاشی بائیکاٹ کی تحریک چلی اور بہت سے لوگ شہید ہوئے۔ پھر دوسرے موقعہ پر کم شدید ردعمل ہوا مثلاً اِس دفعہ دیکھئے تو تحریک کا زور صرف پاکستان میں ہے، بنگلہ دیش دوسرا ملک ہے جس نے فیس بک پر پابندی لگائی۔ باقی مسلم ممالک سوئے پڑے ہیں۔ حکومتی سطح پر ردِ عمل بھی ڈھیلا ڈھالا اور برائے نام ہے۔ نہ اقوامِ متحدہ میں احتجاج ہوا، نہ او آئی سی کا

ہنگامی اجلاس ہوا۔ خود پاکستان کے اندر پچھلی دفعہ احتجاجی مظاہرے اور جلوس ہزاروں افراد پر مشتمل ہوتے تھے، اب سو دوسو افراد کی ریلیاں نکلتی ہیں۔ اس طرح کے واقعات اگر خوانخواستہ وقتاً فوقتاً جاری رہے تو ایک وقت آئے گا کہ یہ معمول بن جائیں گے اور ہمارا ردعمل بتدریج ختم ہوتا چلا جائے گا یہاں تک کہ یہ سلسلہ بعض دینی رہنماؤں کے اخباری بیانات تک محدود رہ جائے گا۔

❁ اہل مغرب کے ان مقاصد اور طریق کار کے جواب میں ہمارا ردعمل کیا ہونا چاہیے ؟ چند تجاویز درج ذیل ہیں :

① ابلاغی وفکری مزاحمت: مغرب کے اس طرح کے حملے کی بھرپور مزاحمت کی جائے خصوصاً الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا پر۔ بدقسمتی سے اس وقت حالت یہ ہے کہ مسلمان ابلاغ عامہ اور پروپیگنڈے کے میدان میں اہل مغرب سے بہت پیچھے ہیں۔ اوّل تو ان کے پاس طاقتور میڈیا نہیں اور جو برا بھلا ہے، وہ زیادہ تر ان افراد کے ہاتھ میں ہے جو فکری اور تہذیبی طور پر مغرب سے مرعوب ومتاثر بلکہ ان کے نقال اور گماشتے ہیں۔ ان سے کیا توقع کی جائے کہ وہ مغرب کا بھرپور جواب دیں گے اور دینی حمیت کا ثبوت دیں گے؟

دینی چینل اوّل تو ہیں نہیں اور جو ہیں وہ فرقہ واریت کی لپیٹ میں ہیں۔ لہٰذا ایک ایسے چینل کی ضرورت ہے جو اسلام کا ہو، کسی خاص فرقے یا مسلک کا نہ ہو۔ بہرحال ضرورت اس امر کی ہے کہ اس ضمن میں ہمارا رویہ جارحانہ ہو اور ہم حکمت و تدبر کے ساتھ ان کو منہ توڑ جواب دیں اور ان کے خبثِ باطن کو دنیا پر عیاں کریں۔ اس کے ساتھ ہی ہمیں تعلیم، معیشت، معاشرت، سیاست غرض سارے شعبہ ہائے حیات میں ان کی فکری اور تہذیبی مزاحمت کرنی چاہیے اور اس کا مؤثر اظہار بھی میڈیا کے ذریعے ہونا چاہیے۔

② دعوت کے مواقع: اسلام اور مسلمانوں کے خلاف مغرب کے ابلاغی وعسکری حملوں کو وہاں کے سارے عوام کی حمایت حاصل نہیں ہے یہ بعض متعصب حکمرانوں، دانشوروں، صہیونیوں اور شدت پسند عیسائیوں کی حکمتِ عملی کا نتیجہ ہے اور مغربی حملوں اور مسلم ممالک میں اس کے ردعمل کے نتیجے میں مغربی عوام میں حقائق جاننے اور اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں صحیح، مصدقہ اور براہِ راست (فرسٹ ہینڈ) معلومات حاصل کرنے کی ایک طلب اُبھر آئی

www.KitaboSunnat.com

ہے۔اب یہ مسلمان حکمرانوں، دانشوروں اور علماے کرام کا کام ہے کہ وہ ان کے سامنے اسلام کی اصل حقیقت اور اس کا اصل چہرہ خصوصاً قرآنِ حکیم کی تعلیمات اور نبی پاکﷺ کی سیرت مؤثر انداز میں تحریر وتقریر کے ذریعے پیش کریں۔ اگر مسلمان دعوت کے اس سنہری موقع کو ضائع نہ کریں تو وہ مغربی عوام میں سے بہت سوں کے دل و دماغ جیت سکتے ہیں اور اس کے لئے توپ وتفنگ کی نہیں، حکمت و تدبر، خاموشی اور سمجھ داری کے ساتھ پلاننگ اور ٹھوس اقدامات کی ضرورت ہے۔

③ معاشی بائیکاٹ: مادہ پرست مغرب اگر روحانی اقدار کی اہمیت کو نہیں سمجھتا تو مادی مفادات اور اَقدار کی تو اسے خوب سمجھ ہے، لہٰذا اسے اُسی اُسلوب میں جواب دینا چاہئے جسے وہ سمجھ سکے۔مسلمان اگرچہ معاشی لحاظ سے کمزور ہیں، لیکن اس کے باوجود اگر وہ بحیثیتِ اُمت متحد ہوجائیں اور اس ملک کا معاشی مقاطعہ کردیں اور متعلقہ ملک کے ساتھ برآمدی و درآمدی تجارت ختم کردیں تو اس کا خاطر خواہ اثر پڑے گا، لیکن یہ حربہ اسی وقت مؤثر ہوسکتا ہے جب اُمت حقیقی طور پر متحد ہو اور جذبۂ شجاعت اور ایثار وقربانی سے کام لے اور دباؤ میں نہ آئے جیسا کہ شاہ فیصل مرحوم نے تیل کی برآمد پر پابندی لگا کر دکھا دی تھی۔

④ بین الاقوامی قانون سازی: مسلم اُمت اگر متحد ہوجائے تو آسانی سے اقوامِ متحدہ کی جنرل اسمبلی سے ایسا ریزولیوشن منظور کروایا جا سکتا ہے کہ کسی بھی مذہب یا تہذیب کے ان رہنماؤں کی توہین جرم تصور ہوگی جنہیں کروڑوں افراد محترم ومقدس گردانتے ہیں۔اس حوالے سے اقوامِ متحدہ کے بنیادی حقوق کے چارٹر میں ترمیم بھی ہونی چاہئے اور اس اُصول کی خلاف ورزی کو عالمی عدالت انصاف میں چیلنج کرنے کی راہ بھی ہموار ہونی چاہئے۔

⑤ فروغِ اتحاد: مسلم دانشوروں، رہنماؤں اور علماے کرام کو اس طرح کے مواقع کو اُمت مسلمہ میں اتحاد پیدا کرنے کا وسیلہ اور نادر موقع سمجھ کر استعمال کرنا چاہئے۔مسلمانوں میں باہم بہت سے اختلافات ہوسکتے ہیں اور ہیں، لیکن نبی مکرمﷺ کی حرمت وتقدس کے حوالے سے ان میں بہرحال کوئی اختلاف نہیں اور آپؐ کی محبت سب مسلمانوں کا مشترکہ سرمایہ ہے۔لہٰذا محبتِ رسولؐ کو مسلمانوں میں بنائے اتحاد بنا کر اس اتحاد کو مزید مضبوط کرنے کے لئے اقدامات کرنے چاہئیں اور فرقہ وارانہ اختلافات، تعصّبات اور انتشار کو ہوا دینے والے اقدامات کے

www.KitaboSunnat.com

خلاف مؤثر لائحہ عمل تیار کرنا چاہیے۔

⑥ مغربی فکر و تہذیب کا ردّ: مسلمانوں کا اس وقت حقیقی اور بڑا مسئلہ مغربی فکر سے مرعوبیت کے خاتمے اور مغرب کی ذہنی غلامی سے نجات کا ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ حرمتِ رسول کی تحریک چلانے والے رہنما اور علماے کرام تدبر و حکمت سے اس تحریک کا رخ مغرب کی ملحدانہ فکر اور تہذیبی مظاہر سے تنفر کی طرف موڑ دیں مثلاً مغربی لباس کیوں پہنا جائے؟ سکول انگلش میڈیم کیوں ہوں؟ تعلیم مخلوط کیوں ہو؟...... وغیرہ۔ بعض لوگ سوچتے ہیں کہ اس تحریک کے نتیجے میں مسلمانوں میں امریکہ و یورپ دشمنی کے جذبات میں خود بخود اضافہ ہوگا۔ ہم کہتے ہیں کہ ایسا ہو بھی تو یہ کافی نہیں ہے بلکہ اہم بات یہ ہے کہ ہمیں مغرب کی فکری و ذہنی غلامی سے نکلنا ہے۔ اگر ہم امریکہ کے خلاف سیاسی طور پر مردہ باد کے نعرے لگاتے رہیں، لیکن ہماری معیشت، معاشرت، تعلیم غرض ہر جگہ مغربی فکر و تہذیب کا غلبہ ہو تو اس مردہ باد کے نعرے کا کوئی فائدہ نہیں۔ اس لئے اس امر پر بہت سنجیدگی سے سوچا جائے کہ آج کے مسلمانوں خصوصاً پڑھے لکھے افراد کو مغرب کی فکری و تہذیبی غلامی سے نکالنے کے لئے اقدامات کی ضرورت ہے اور اس حوالے سے حکومتی مدد کے بغیر دینی عناصر کے لئے کام کا وسیع میدان موجود ہے جس کا مرکزی نکتہ یہ ہونا چاہیے کہ مغربی فکر و تہذیب کو ردّ کر دیا جائے اور اس کی جگہ اسلامی اُصول و اقدار کو فروغ دیا جائے۔

⑦ اسبابِ ضعف کا خاتمہ: اور آخری بات یہ کہ مسلمانوں کو اس امر کا احساس کرنا چاہیے کہ آج ان کے پیغمبر کی توہین اس لئے ہو رہی ہے کہ وہ دنیا میں کمزور و ناتواں ہیں اور بین الاقوامی سطح پر ان کا کوئی وزن اور ان کی کوئی وقعت و اہمیت نہیں ہے۔ اگر آج وہ تنکے کی طرح ہلکے نہ ہوتے تو کس کی مجال تھی کہ ان کے پیغمبر ﷺ کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی دیکھتا۔ لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنا احتساب کریں، اپنی کمزوریاں دور کریں اور اسبابِ ضعف کا خاتمہ کریں۔ اپنے دین سے محکم وابستگی اختیار کریں اور اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں احکامِ شریعت پر عمل کریں کہ یہی ان کے لئے منبع قوت ہے اور گہرے ایمان اور برتر اخلاق کے ساتھ ساتھ علم و تحقیق اور سائنس و ٹیکنالوجی میں بھی متحد ہو کر آگے بڑھیں اور طاقتور بنیں تاکہ دنیا ان کی بھی قدر کرے اور ان رہنماؤں کی بھی جنہیں وہ مقدس سمجھتے اور محترم گردانتے ہیں۔

www.KitaboSunnat.com